Fikr-o-Nasar (Islamabad) 25:1 (1987)

شیخ برهان الدین مرغینانی
اور
ان کی کتاب الهــدایه

محمد میاں صدیقی

(همارے اسلاف نے جس محنت، لگن اور تحقیق و تفحص سے علم کی خدمت کی اور خاص طور پر علوم شرعیه میں جس جزرسی کی انتها پر قدم رکھا وہ مسلمانوں کی تاریخ کا قابل فخر باب ہے ۔ ان کی کتب کمیت و کیفیت دونوں اعتبار سے معرکة الآراء ہیں ، هماری بدقسمتی که آج هم ان سے پوری طرح متعارف نہیں ہیں ۔ هماری خواهش ہے که هم فکرونظر کے هر شمارے کے کچھ صفحات کسی ایک وقیع علمی و تحقیقی کتاب کے تعارف کیلئے وقف کر دیں ۔ ان شاء اللہ . زیر نظر کتاب ,, هدایه،، کا تعارف اسی سلسله کی ایک کڑی ہے ، هم یه سلسله جاری رکھنا چاهتے ہیں اس لئے اپنے علمی معاونین سے معاونت کے خواستگار ہیں ۔) (اداره)

هــدایه فقــه اسـلامی کی معــروف و مستند کتاب ہے اور فقــه حنفی میں اس کو نه صرف ایک بنیادی کتاب ہونے کا شرف حاصل ہے بلکه اپنی بعض منفرد خصوصیات کی بنا پر فقه حنفی کی کتابوں میں ممتاز حیثیت کی حامل ہے اور اس کی یہی انفرادیت اور امتیاز اس بات کا سبب بنا ہے که حنفی نقطۂ نظر سے لکھی جانے والی ضخیم کتابوں میں هدایه سب سے زیاده مقبول و متداول ہے ۔ برصغیر پاک و هند کے اکثر دینی مدارس میں شامل نصاب ہے ۔

اس کے مصنف شیخ برهان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل بن خلیل بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی ہیں (۱) .

مصنف رحمه اللہ کو اللہ تعالیٰ نے خاندانی اور نسبی شرافت سے بھی نوازا ۔ ان کا سلسله نسب خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنه سے ملتا ہے ۔

۸ رجب ۵۱۱ هجری کو بروز دوشنبه وسطی ایشیا کے علاقہ فرغانہ میں بمقام مرغینان پیدا ہوئے (۲) .

مرغینان ماوراء النہر کے علاقے میں ولایت فرغانہ کی ایک چھوٹی سی بستی ہے جو دریائے سیحون کے جنوب میں واقع ہے۔ اسی بستی کی نسبت سے مرغینانی کہلاتے ہیں ۔

مرغینانی نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی ، اس کے بعد اس وقت کے رواج اور طریقہ کے مطابق مختلف اسلامی ممالک کا سفر اختیار کیا، اور جہاں جو صاحب علم ملا اس سے استفادہ کیا ۔ اس زمانے میں تعلیم سفر کے بغیر مکمل نہیں ہوتی تھی، آج کی طرح مدارس کا رواج نہ تھا ، اہل علم و فضل کی اپنی اپنی مسندیں تھیں جہاں وہ درس دیتے تھے، دور ودراز سے طالبان علوم آکر ان میں شریک ہوتے اور کسی ایک استاذ یا ایک مجلس درس سے استفادہ پر اکتفا نہ کرتے ۔ بلکہ جہاں جو شخص جس فن کا ماہر ملتا وہاں چلے جاتے، کئی کئی برس اس کی خدمت میں رہتے اور اس کے علم و فضل سے پوری طرح مستفید ہوتے ۔

اســاتذہ :

اساتذہ میں سب سے پہلے خود آپ کے والد گرامی امام بہاء الدین علی بن محمد بن اسماعیل (م: ۵۳۵ھ) شامل ہیں، ان سے فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی ۔

دیگر اساتذہ میں بطور خاص مندرجہ ذیل حضرات قابل ذکر ہیں:

۱ ۔ نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد بن احمد النسفی (م : ۵۳۷ھ/۱۱۴۲ء) امام نسفی کے نام سے مشہور ہیں، عقائد کے موضوع پر ایک مختصر کتاب لکھی، علامہ تفتازانی نے اس کی شرح لکھی جو ,, شرح عقائد نسفی " کے نام سے مشہور ہے۔ طویل عرصہ تک دینی مدارس میں شامل رہی، اب اس کی تدریس تقریباً ختم ہو گئی ۔

٢ ـ حسام الدین عمر بن عبدالعزیز بن مازه (م:٥٣٦هـ/١١٤١ء) ,,صدر الشهید،، کے لقب سے مشہور ہیں ۔

٣ : ابو عمرو عثمان بن علی البیکندی (م: ٥٥٢هـ/١١٥٧ء) ۔ فقه حنفی کی معروف و ضخیم کتاب المبسوط کے مصنف شمس الائمه محمد بن احمد بن ابی سہل ابی بکر السرخسی (م: ٤٩٠هـ) کے شاگرد ہیں ۔

٤ : بہاء الدین علی بن محمد اسماعیل الاسبیجانی (م : ٥٣٥هـ /١١٤٠ء) (٣) ـ

مرغینانی کو ان کے ہم عصر علماء اور فقہاء نے محقق، اصولی، محدث اور فقیه کہا ـ مولانا عبدالحئی لکھنوی (م: ١٣٠٤هـ) الفوائد البہیه میں لکھتے ہیں :

,,کان اماماً، فقیہاً، حافظاً، محدثاً، مفسراً، جامعاً للعلوم، ضابطاً للفنون، متفناً، محققاً، نظاراً، مدققاً، زاهداً، ورعاً، بارعاً، ماهراً، اصولیاً، ادیباً، شاعراً، لم تر العیون مثله، فی العلم والادب وله، الید الباسط فی الخلاف والباع الممتد فی المذهب ،، (٣)

یعنی شیخ برہان الدین مرغینانی اپنے وقت کے امام؛ عظیم المرتبت فقیه، حافظ حدیث، مفسر، مختلف علوم و فنون کے جامع، صاحب ورع و تقوی، عابد و زاهد اور محقق تھے ـ علم و ادب کے مختلف گوشوں پر وسیع اور ناقدانه نظر رکھتے تھے ـ علم خلافیات میں بلند مرتبه پر فائز تھے، اور فقہی مذاهب پر مجتہدانه دسترس رکھتے تھے ـ

مرغینانی علم و فضل کے اس بلند مقام پر پہنچے که اس زمانے کے مشائخ اور اکابر فقہاء نے ان کی علمی عظمت و برتری کا اعتراف کیا ـ مثلاً امام فخر الدین رازی (م: ٦٠٦هـ) قاضی خان (م ٥٩٢هـ)، ظہیرالدین بخاری (م: ٦١٩هـ) صاحب فتاوی ظہیریه

جیسے اکابر نے مرغینانی کو اپنے دور کا بے مثال محقق ، فقیه اور اصولی تسلیم کیا ہے (۵)۔

تینتیس برس کی عمر میں (۵۴۴ھ) حج بیت اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ گویا تینتیس برس کی عمر میں معراج علوم پر پہنچنے کے ساتھ ساتھ روحانی کمالات اور باطنی ترقیات کا بلند ترین مقام بھی حاصل کر لیا تھا۔

اکثر تذکرہ نگاروں نے آپ کی تاریخ وفات ۱۴ ذی الحجه ۵۹۳ هجری بیان کی ہے (٦)۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے که تاریخ وفات ۵۹٦ هجری ہے۔ لیکن تاریخی اعتبار سے پہلی روایت صحیح ہے۔ نصب الرایه لاحادیث الهدایه کے مقدمه میں اسی کو اختیار کیا ہے۔

وفات سمرقند میں ہوئی اور وہیں دفن کیا گیا۔ تدفین کے حواله سے مورخین نے لکھا ہے که : سمرقند میں ایک ایسا مشہور و معروف قبرستان تھا جس میں چار سو کے قریب ایسے فقہاء، مشائخ، محدث اور مفسر دفن تھے جن کے نام میں ,, محمد ،، تھا۔ مرغینانی کے بعض ورثاء اور تلامذہ کی خواہش تھی که انھیں بھی اہل علم و تقویٰ کی اسی بستی میں آسودۂ لحد کیا جائے مگر کیوں که ان کے نام میں محمد نه تھا اس لئے انھیں وہاں دفن نه کیا جا سکا۔ البته اسی قبرستان کے متصل دفن کیا گیا (۷)۔

بعض اہل علم نے ,,مجتہد مسائل،، سے آپ کی تاریخ وفات نکالی(۸)۔

فقہاء کے کتنے مدارج اور کتنے طبقے ہیں ؟ اس بارے میں ابن الکمال پاشا (م: ۹۴۰ھ) نے ایک مختصر رساله طبقات الفقہاء لکھا ہے۔ اس میں فقہاء کو حسب ذیل سات طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ مجتہد فی الشرع، ۲۔ مجتہد فی المذہب ، ۳۔ مجتہد فی

المسائل ، ۴ ـ اصحاب تخریج ، ۵ ـ اصحاب ترجیح، ٦ ـ مقلدین میں سے وہ طبقہ جو اقوی، قوی، اور ضعیف ، اور ظاهر الروایت نادرہ میں فرق و تمیز کر سکے ، ۷ـ مقلدین میں سے وہ حضرات جو مذکورہ بالا امور میں سے کسی پر قادر نہ ہوں ۔

ابن کمال پاشا کا کہنا ہے کہ ان سات طبقوں میں سے پہلے تین طبقے مجتہدین کے ہیں اور باقی چار طبقے مقلدین کے (۹) ـ

۱ : **مجتہد فی الشرع** ـ وہ حضرات جنہوں نے اصول اجتہاد وضع کئے اور ان اصول کی روشنی میں غیر منصوص مسائل کے احکام معلوم کئے ـ جیسے امام ابوحنیفہ ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل ـ

۲ : **مجتہد فی المذہب** ـ جو خود کسی فقہی مسلک کے بانی نہیں ہیں ـ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کے مقلد ہیں ـ مجتہد فی المذہب اپنے امام کے نصوص کا پابند ہوتا ہے ـ وہ یہ جانتا ہے کہ امام کے اصول کیا ہیں اور اس نے کن اصول پر اپنے مذہب (فقہی مسلک) کی بنیاد رکھی ہے ـ چنانچہ جب کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہے جس میں امام کا نص موجود نہ ہو تو وہ اس میں اسی امام کے اصول کے مطابق اجتہاد کرتا ہے ، اور امام کے اقوال سے اسی کے طریقہ کے مطابق اس کی تخریج کرتا ہے ـ لیکن اپنے امام کے وضع کردہ اصول اور قواعد و ضوابط سے باہر نہیں جاتا ـ جیسے امام ابو یوسف امام محمد بن حسن شیبانی ، امام زفر بن ہذیل، اور امام مزنی وغیرہ ـ

۳: **مجتہد فی المسائل** ـ اصول اور مبادی میں اپنے امام سے اتفاق رکھتے ہوں البتہ بعض فروعی مسائل میں اپنے امام کے اجتہاد سے اختلاف رکھتے ہوں ـ جیسے مذہب حنفی میں امام طحاوی، سرخسی اور بزدوی اور شافعی مذہب میں امام غزالی ـ

ابن کمال پاشا (م: ۹۴۰ھـ) نے مرغینانی کو ان ابتدائی تین طبقوں میں شمار نہیں کیا جو مجتہدین کے طبقے ہیں بلکہ فقہاء کے چوتھے

طبقه میں شمار کیا ہے۔ یعنی اصحاب تخریج میں، جو خود ان کے قول کے مطابق فقہائے مقلدین کا پہلا طبقہ ہے۔ ان کی اس تقسیم اور رائے پر علمائے احناف نے سخت تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ : ,, علم فقہ میں صاحب ھدایہ کا رتبہ قاضی خان سے کم نہیں ہے بلکہ صاحب ھدایہ نے ھدایہ میں نقد دلائل اور استخراج مسائل میں جو اسلوب، اور معیار قائم کیا ہے اگر اس پر نظر کی جائے تو وہ اس بات کے مستحق نظر آتے ھیں کہ انھیں مجتہد فی المذھب مانا جائے ،،(١٠)۔

مولانا عبدالحئی لکھنوی کا رجحان اسی طرف ہے۔ الفوائد البہیہ میں انھوں نے اسی رائے اور میلان طبع کا اظہار کیا ہے(١١)۔

تصانیف :

مرغینانی کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے لیکن ان کی وہ ایک کتاب جس کی تلخیص ھدایہ کی صورت میں آج ھمارے پاس ہے ، کمیت اور کیفیت دونوں اعتبار سے بہت سی کتابوں پر بھاری ہے۔ میری مراد ان کی ابتدائی تصنیف کفایة المنتہی سے ہے۔ مورخین اور تذکرہ نگاروں نے ان کی جن تصانیف کی نشان دھی کی ہے ان کی تعداد گیارہ سے تجاوز نہیں کرتی ۔ اور وہ سب کی سب فقہ کے موضوع سے متعلق ھیں ۔

١ : بدایة المبتدی : اس کتاب میں قدوری اور امام محمد کی جامع صغیر کے مسائل کو جمع کیا اور ان میں بعض ضروری احکام و مسائل کا اضافہ کیا ۔ تبریک کے طور پر کتاب کے مضامین کی ترتیب وھی رکھی جو امام محمد نے جامع صغیر میں رکھی تھی ۔ اس کتاب میں اپنے اس ارادہ کا اظہار کیا کہ اگر اللہ کی توفیق شامل حال ھوئی تو میں اس کی شرح کروں گا ۔ اور اس شرح کا نام ,, کفایة المنتہی،، ھوگا ۔

۲ : كفاية المنتهى : ,,بداية المبتدى" كے نام سے ایک جامع متن کی تصنیف کے بعد اپنے ارادہ اور وعدہ کے مطابق اس کی بسیط شرح لکھی جسے کفاية المنتهى کے نام سے موسوم کیا ۔ تذکرہ نگاروں کا کہنا ہے کہ یہ کتاب اسی (۸۰) جلدوں یا اسی اجزاء پر مشتمل تھی ۔ لیکن اس کا مسودہ زیادہ دیر اہل علم و فضل کے احاطۂ علم میں نہ رہ سکا، اور بعد میں آنے والوں کے لئے اس کے صرف حوالے ھی رہ گئے۔

اسی عظیم اور ضخیم الشان شرح کی تلخیص ,, ھدایہ" ہے ۔

۳ : نشر المذاھب :

۴ : مجموع النوازل : بعض مولفین نے اس کا نام مختارات النوازل لکھا ہے ۔

۵ : مختار الفتاوی : بعض علماء کو یہ غلط فہمی ھوئی کہ مجموع النوازل اور مختار الفتاوی دونوں ایک ھی کتاب ھیں ۔ ایسا نہیں ہے ۔ یہ دونوں دو مختلف کتابیں ھیں (۱۲) ۔

٦ : منتقى الفروع : صاحب کشف الظنون (۱۳) نے اس کا نام منتقى المرفوع لکھا ہے ۔

۷ : کتاب الفرائض : یہ کتاب اصول میراث، اور احکام میراث پر مشتمل ہے ۔

مرغینانی نے اس کا نام پہلے ,,فرائض العثمانی" تحریر کیا ہے ۔ اس کتاب کی صورت حال یہ ہے کہ مرغینانی سے پہلے ایک فقیہ اور عالم شیخ عثمانی کے نام سے گزرے ۔ انھوں نے میراث کے موضوع پر یہ کتاب لکھی ۔مرغینانی کی نظر سے یہ کتاب گزری انھوں نے محسوس کیا کہ میراث کے موضوع پر اس میں درج مسائل تشنہ اور ناکافی ھیں ۔ انھوں نے اس میں مفید اور ضروری اضافے کئے اور بنیادی طور پر کتاب کیوں کہ شیخ عثمانی کی تھی اس لئے انھی کے نام سے موسوم کر دی ۔

کتاب الفرائض یا فرائض العثمانی کی مختلف اهل علم نے شرحیں لکھیں، ان میں معروف شرح شیخ منهاج الدین ابراهیم بن سلیمان السرامی کی ہے (١٣) ۔

٨ : التجنیس والمزید : اس کتاب میں متأخرین فقهاء کے وہ فقهی استنباطات اور اجتهادات جمع کئے هیں جو فقهائے متقدمین نے بیان نهیں کئے تھے ۔ یہ بھی کہا گیا کہ یہ کتاب مرغینانی کے استاد حسام الدین عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ کی فقهی تحقیقات کا تتمہ اور تکملہ ہے (١٥) ۔

٩ : مناسک الحج :

١٠ : شرح الجامع الکبیر : امام محمد بن حسن شیبانی نے سیر کے موضوع پر جامع کبیر کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی تھی ۔ یہ اس کی شرح ہے (١٦) ۔

١١ : الهدایة : مرغینانی کی تمام تصانیف میں جو مقام اور رتبہ هدایة کو ملا وہ کسی دوسری تصنیف کو نہ مل سکا ۔ جیسا کہ سابقہ سطور میں ذکر کیا گیا کہ مرغینانی نے پہلے ,,بدایة المبتدی" کے نام سے ایک کتاب لکھی، اسکے بعد اسکی مفصل شرح لکھی جو اَسّی (٨٠) اجزاء پر مشتمل تھی ، اس کا نام ,, کفایة المنتهی " رکھا ۔

کفایة المنتهی کی تکمیل کے بعد انهوں نے محسوس کیا کہ اتنی ضخیم کتاب کا مطالعه اور اس سے استفادہ اهل علم کے لئے دشواری کا سبب هوگا ۔ اس کی ایسی تلخیص کی جائے کہ اهم اور ضروری مسائل کا احاطہ بھی هو جائے اور اس کی تعلیم و تعلم بھی آسان هو۔

چنانچہ انهوں نے اسی اجزاء پر مشتمل مضامین کو چار مناسب جلدوں میں مدون کیا ۔ لیکن چار جلدوں میں هونے کے باوجود ٹھوس، جامع اور مختصر متن کی طرح اس کی ایک ایک سطر اور ایک ایک جملہ تفصیل اور وضاحت کا محتاج ہے ۔ ظاهر ہے کہ جو کتاب اَسّی

جلدوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہوگی اس کی عبارت انتہائی جامع ہوگی اور کم الفاظ اور مختصر جملوں میں معانی و مطالب کا سمندر موجزن ہوگا ۔

علوم و فنون کی تاریخ میں یہ بات کم دیکھنے میں آئی ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کسی کتاب کی اہمیت و افادیت میں اضافہ ہوتا رہے۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ اچھی سے اچھی کتاب کی بھی ایک مدت ہوتی ہے۔ ایک خاص وقت اور مدت گزرنے کے بعد کتاب کی اہمیت و افادیت کم ہو جاتی ہے۔ لیکن ھدایہ کی صورت حال بالکل مختلف ہے۔ یہ کتاب چھٹی صدی ھجری میں لکھی گئی اور اب آٹھ صدیوں کی طویل مدت گزرنے کے بعد نہ اس کی اہمیت میں کوئی کمی آئی اور نہ لوگ اس کی ضرورت سے بے نیاز ہوئے بلکہ گزشتہ نصف صدی میں اس کی ضرورت میں اضافہ ہوا ہے بالخصوص ان مسلم ممالک میں جہاں نفاذ اسلام اور احیاء اسلام کا عمل جاری ہے۔ ہمارے اپنے ملک (پاکستان) میں ھدایۃ سے جتنی مدد لی جا رہی ہے وہ علمی اور بطور خاص فقہی لٹریچر میں ھدایہ کا مقام متعین کرنے کے لئے ایک بہترین پیمانہ ہے ۔ علمائے فقہ اور ماہرین قانون کے نزدیک ھدایہ کے ماخذ و مصدر بننے کی ایک بنیادی وجہ ہمارے ملک میں یہ بھی ہے کہ یہ مذاہب فقہ میں مذہب حنفی کی نمائندگی کرتی ہے اور ہمارے ملک کی اکثریت حنفی المسلک ہے۔

ھدایہ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت کا میں بطور خاص ذکر کروں گا ۔ وہ یہ کہ اکثر علمی اور فنی کتابوں میں صورت حال یہ ہوتی ہے کہ ان کا ابتدائی حصہ زیادہ مشکل ہوتا ہے ، مسائل پر تفصیلی بحثیں بھی ابتدائی حصے میں زیادہ ہوتی ھیں، زبان اور اسلوب بیان پر بھی ابتداء میں زیادہ زور ہوتا ہے۔ بعض مصنفین تو ایسا دانستہ طور پر کرتے ھیں کہ قاری کتاب کا ابتدائی حصہ ضرور

پڑھتا ہے اور اگر پوری کتاب پڑھتا ہے تو ابتدائی صفحات اور مباحث کو زیادہ توجہ کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اور یہ طبعی امر ہے کہ ابتدائی صفحات پڑھ کر قاری کے ذہن پر کتاب کے بارے میں جو نقوش اور تاثرات ثبت ہوتے ہیں وہ آخر تک قائم رہتے ہیں۔ مصنف اس حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے اور اپنی اس آگہی کا وہ پورا پورا فائدہ اٹھاتا ہے۔

بعض مصنف غیر شعوری طور پر ایسا کرتے ہیں۔ وہ جب کتاب لکھنے بیٹھتے ہیں تو ان کے ذہن میں بہت کچھ ہوتا ہے۔ ابتداء میں وہ بہت پرعزم ہوتے ہیں اور اس کا لازمی اور منطقی نتیجہ ہوتا ہے کہ جو زور بیان ابتداء میں ہوتا ہے وہ آگے چل کر باقی نہیں رہتا، اور آہستہ آہستہ ان کا قلم دھیما ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور کتاب کا ایک تہائی حصہ پڑھ لینے کے بعد قاری کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ چڑھائی ختم ہو گئی اور اب وہ کسی ڈھلان پر ہے اور اوپر سے نیچے کی طرف جا رہا ہے۔

میں نے ہدایہ کے صرف ڈیڑھ سو صفحے پڑھے۔ اپنے والد محترم سے۔ (۷) پڑھانے کی سعادت سے محروم رہا لیکن اللہ تعالی نے ابتدائی دو جلدوں کے اردو ترجمہ کی سعادت سے نوازا، اس وقت یہ بات میں نے خود محسوس کی کہ ہدایہ کا معاملہ عام کتابوں کے بالکل برعکس ہے۔ کتاب جتنا آگے بڑھتی ہے مضمون، عبارت اور اسلوب بیان اتنا ہی مشکل ہوتا چلا جاتا ہے۔ آخری دو جلدوں (۳، ۴) کا ترجمہ میرے برادر بزرگ مولانا محمد مالک کاندھلوی نے کیا، اس ترجمہ کو جب میں نے بالاستیعاب پڑھا تو یہ سوچنے پر مجبور ہوا کہ ان حصوں کا ترجمہ شاید میرے لئے ممکن نہ ہوتا، اور اگر میں کر بھی سکتا تو زیادہ وقت اور زیادہ محنت درکار ہوتی۔ ابتداء کی دو جلدوں کے ترجمہ کی بہ نسبت،

میں نے اپنا یہ تاثر اور تجربہ والد محترم سے بھی بیان کیا تو

انھوں نے اس کی توثیق کی اور فرمایا کہ : ھدایہ اس خصوصیت میں منفرد ہے کہ مضمون جتنا آگے بڑھتا ہے ہر لحاظ سے اتنا ھی دقیق اور مشکل ھو جاتا ہے۔

والد محترم نے ایک سے زیادہ مواقع پر یہ بات کہی کہ :

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (م: ۱۹۳۳ء) فرمایا کرتے تھے کہ"چاروں فقہی مسالک میں فقہاء نے بہت کتابیں لکھیں، اور ان میں بعض مضامین اور اسلوب بیان کے اعتبار سے بہت بلند مرتبہ ھیں لیکن ھدایہ جیسی کوئی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی، حسن ترتیب اور حسن بیان دونوں کے اعتبار سے ھدایہ بے مثال کتاب ہے۔ اگر کوئی شخص مجھ سے یہ کہے کہ فتح القدیر جیسی کتاب لکھ دو تو مجھے امید ہے کہ میں لکھ سکوں گا۔ لیکن اگر کوئی ھدایہ جیسی کتاب لکھنے کے لئے کہے تو شاید میں چند سطریں بھی نہ لکھ سکوں" .

شاہ صاحب کا یہی مقولہ کم و بیش مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے نصب الرایہ کے مقدمہ میں نقل کیا ہے(۱۸) .

ناچیز راقم اور برادر محترم مولانا محمد مالک کے ترجمہ پر والد صاحب قبلہ نے جو تقریظ لکھی اس میں ھدایہ کے بارے میں یہ کلمات تحریر کئے۔ ان کا یہ جملہ ھدایہ کی ایک منفرد خصوصیت کی نشان دھی کر رہا ہے۔ :

"دریا کی ظاھری سطح پر تیرنے سے موتی ھاتھ نہیں آتے ، موتی اس کے ھاتھ لگتے ھیں جو دریا کی گہرائی تک غوطہ لگانے کی قدرت رکھتا ھو۔ ایسے ھی راسخین فی العلم میں سے شیخ مرغینانی رحمہ اللہ بھی ھیں جنھوں نے شرائع اسلام یعنی احکام شرعیہ کی تحقیق و تدقیق پر " ھدایہ" کے نام سے ایک کتاب تالیف فرمائی جو احکام شرعیہ کی تحقیق و تدقیق اور

علم کی گہرائی میں اپنی نظیر نہیں رکھتی ۔ ہر مسئلہ پر ائمہ اربعہ کے اقوال ، اور ہر قول کی ایک ایک دلیل نقلی اور ایک ایک دلیل عقلی بیان کی ، پھر آخر میں امام ابوحنیفہ کے مسلک کی ایک دلیل نقلی اور ایک دلیل عقلی بیان کرنے کے بعد ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کی ہر دلیل نقلی اور دلیل عقلی کا جواب دیا ۔ اس طرح بسا اوقات تین اماموں کی چھ دلیلیں اور ان کے چھ جواب مل کر بارہ ہو جاتے ہیں ۔ اور دو دلیلیں امام ابو حنیفہؒ کی اور ایک وجہ ترجیح ۔ سب مل کر پندرہ دلائل کا ذخیرہ چند سطروں میں سامنے آ جاتا ہے اور قاری پر حیرت و استعجاب کا عالم طاری ہو جاتا ہے "(۱۹) ۔

خصوصیت ھدایہ کے ضمن میں یہ عرض کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ چاروں فقہی مسالک کی جو نمائندہ کتب لکھی گئیں اول تو ان میں صرف اپنے مسلک کا بیان، اس کی وضاحت اور دلائل ھیں ۔ دوسرے فقہی مسالک ان میں ذکر نہیں کئے گئے ۔ اور اگر ذکر کئے گئے ھیں تو دوسرے مسالک کے دلائل پیش نہیں کئے گئے مثلاً فقہ مالکی میں ابن رشد قرطبی (م: ۵۹۵ھ) کی بدایۃ المجتهد ۔ یہ کتاب اصلاً فقہ مالکی کی نمائندگی کرتی ہے ۔ مالکی مسلک کی اھم اور بنیادی کتابوں میں اس کا شمار ھوتا ہے ۔ اور بلاشبہ ایک بلند مرتبہ کتاب ہے ۔ اس کے مصنف صاحب ھدایہ کے ھم عصر ھیں، ان کا سال وفات ۵۹۳ھ اور ابن رشد کا ۵۹۵ ھجری ہے ۔ ابن رشد بھی مالکی مسلک کے علاوہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کی آراء اور ان کا نقطۂ نظر بھی بعض مسائل میں بیان کرتے ھیں ۔ بلکہ مالکی مسلک اور باقی تین مسلمہ فقہی مسالک کے علاوہ بعض ایسے فقہاء کے اقوال و آراء بھی نقل کرتے ھیں جن کی طرف کوئی مسلک منسوب نہیں یا جنھوں نے کسی فقہی مسلک کی

بنیاد نہیں رکھی ۔ لیکن صاحب ھدایہ کی طرح ان مسالک اور ائمہ کے دلائل اور پھر جواب دلائل بیان نہیں کرتے ۔

ایسی ھی ایک اور کتاب ابن قدامہ مقدسی (م: ٦٢٠ھ) کی المغنی بھی ہے ۔ یہ فقہ حنبلی کی نمائندگی کرتی ہے لیکن بعض مسائل میں نہ صرف باقی تین فقہی مسالک کا نقطہ نظر بھی بیان کرتی ہے بلکہ دوسرے غیر صاحب مسلک فقہاء کی آراء اور ان کے اقوال و فتاوی کا بھی اس میں خاصا ذخیرہ مل جاتا ہے ۔ لیکن ھدایہ کا اسلوب اور طُرز استدلال ان دونوں کتابوں میں سے کسی میں بھی نہیں پایا جاتا ۔ اپنے علاوہ دوسرے مسالک کا نقطہ نظر ان کے دلائل کے ساتھ پیش کرنا اور پھر ان دلائل کا جواب دینا یہ صرف ھدایہ کی خصوصیت و انفرادیت ہے ۔

ھدایہ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں فرد کی زندگی کا بھی احاطہ ہے اور جماعت کی زندگی کا بھی ۔ ایک فرد کو بحیثیت مسلمان جتنے مسائل سے واسطہ پڑتا ہے ان سب کی تفصیل اس میں موجود ہے مثلاً عبادات، نکاح، طلاق، خلع، دیگر معاشرتی مسائل، خرید و فروخت، حوالہ ، کفالہ، رھن، شفعہ وغیرہ ۔ اور اجتماعی مسائل میں حدود ، تعزیرات، دیت ، قصاص، جہاد، عدالتی نظام ، سیاسی و انتظامی امور، مضاربت، اور مشارکت وغیرہ جیسے بنیادی مسائل کی پوری تفصیل بیان کی گئی ہے ۔

ھدایہ کی انہی خصوصیات کی بنا پر کہنے والے نے اس کے بارے میں یہ اشعار کہے :

ان الهداية كا القرآن قد نسخت ۔ ماصنفوا قبلها فی الشرع من کتب
فاحفظ قواعد ها واسلک مسالکها ۔ یسلم مقالک من زیغ ومن کذب(٢٠)

(یعنی جس طرح قرآن کریم نے پچھلی تمام آسمانی کتابوں کو منسوخ کر دیا اسی طرح ھدایہ بھی ان تمام فقہی کتب پر غالب آ گئی جو اس سے پہلے لکھی جا چکی ھیں ۔

اس کے اصول و قواعد کو یاد کر لیجئے اور اس کے طریقہ کو اپنا لیجئے تو آپ کی گفتگو کجی اور جھوٹ سے محفوظ و مامون ہو جائے گی ۔

مرغینانی نے ھدایہ کی تالیف کا آغاز ذی قعدہ ۵۷۳ ھجری سے کیا ، بدھ کا دن اس اھم اور مبارک کام کی ابتداء کے لئے منتخب کیا۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کتاب کی تدریس کا ارادہ کرتے تو بدھ کے روز سے اس کی ابتداء کرتے، اسی طرح جب کسی کتاب کی تصنیف و تالیف کا ارادہ کرتے تو اسے بھی بدھ کے روز سے شروع کرتے ۔ ,, ان کے اساتذہ کا بھی یہی معمول تھا، امام ابو حنیفہ النعمان رحمہ اللہ بھی اسی طریق پر کاربند تھے ۔ علمائے سلف کے اس معمول کی وجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ : اگر کوئی کام بدھ کے روز شروع کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ھیں ،، (۲۱) ۔

تیرہ برس کی شبانہ روز محنت کے بعد فقہ اسلامی کی یہ عظیم الشان کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچی، مصنف رحمہ اللہ اس پوری مدت میں مسلسل روزہ دار رہے (ایام ممنوعہ کے علاوہ) لیکن اس طویل عرصہ میں کسی کو یہ معلوم نہ ہونے دیا کہ وہ مسلسل روزہ رکھتے ھیں ، ھر روز جب خادم کھانا لے کر آتا تو اس سے کہتے کہ کھانا رکھ دو ۔ وہ کھانا رکھ کر چلا جاتا، اس کے جانے کے بعد طلبہ میں سے کسی کو کھلا دیتے ۔ خادم جب برتن لینے آتا تو انھیں خالی دیکھ کر یہ سمجھتا کہ شیخ کھانے سے فارغ ہو گئے ھیں ۔ تیرہ برس تک اخلاص و تقویٰ کے اس اعلیٰ مقام کو چھپاتے رہے (۲۲) لیکن قدرت کا نظام ایسا ہے کہ بندہ اپنے نیک و بد اعمال کو کتنا ھی چھپائے اللہ تعالیٰ انھیں ظاھر کر ھی دیتا ہے۔

سب سے پہلے خود مصنف کے روبرو ھدایہ کا املاء کرنے اور ان

سے درس لینے کا شرف و امتیاز شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری (م : ۶۴۲ھ) کو حاصل ہوا ۔

تالیف ہدایہ کے بارے میں خود مصنف رحمہ اللہ کتاب کے مقدمہ میں یوں وضاحت کرتے ہیں :

,, حقیقت یہ ہے کہ بدایۃ المبتدی کے دیباچہ میں میں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ان شاء اللہ اس کی شرح کروں گا جس کا نام کفایۃ المنتہی ہوگا، چنانچہ اس کو شروع کر رہا ہوں ۔ وعدہ میں گنجائش اور وسعت ہوتی ہے اور جبکہ میں فراغت کے قریب پہنچا ہوں تو میں نے محسوس کیا ہے کہ اس میں کلام بہت طویل ہو گیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ طول کلام کی وجہ سے اصل کتاب (ہدایہ) ہی نہ چھوٹ جائے ۔ اس لئے مجھے دوسری شرح کی طرف اپنی توجہ منعطف کرنا پڑی جس کا نام ہدایہ رکھا ۔ اس میں اللہ کی توفیق سے عمدہ روایات اور ٹھوس عقلی دلائل جمع کر رہا ہوں، اس کے ہر باب میں زوائد کو ترک کرنے کا ارادہ ہے۔ اور طول بیان سے احتراز کی نیت ہے۔ لیکن بایں ہمہ وہ ایسے اصول پر مشتمل ہوگی جن پر فروع متفرع ہو سکیں ۔ (مقدمہ الہدایۃ) ۔

اسلوب بیان :

جیسا کہ ابتداء میں عرض کیا تھا کہ ہدایہ صاحب ہدایہ کی ایک دوسری تصنیف کفایۃ المنتہی کی تلخیص ہے ۔ اور تلخیص ظاہر ہے کہ تفصیل کی بہ نسبت زیادہ مشکل ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ ہدایہ جس موضوع سے متعلق ہے وہ ایک مشکل موضوع ہے ، موضوع کی وسعت اور پیچیدگی نے اسے ایک فنی کتاب کا درجہ دے دیا ہے۔ ایسی کتاب کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پڑھنے والا اس کے اسلوب بیان اور طرز ادا سے پوری طرح واقف ہو ، اس نے کتاب میں جو اصطلاحات اور رموز و اشارات استعمال کئے ہیں ان کو بخوبی سمجھتا ہو ۔

اس حقیقت کے پیش نظر ان تمام اصطلاحات اور رموز و اشارات کی وضاحت کی جاتی ہے جو مصنف نے ہدایہ میں اختیار کی ہیں ۔ ان اصطلاحات اور اشارات کو اہل علم و فضل اور شارحین ہدایہ نے ,, عادات صاحب ہدایہ ،، سے بھی تعبیر کیا ہے ۔

١ : قال ۔ ہدایہ میں متن کے طور پر جو عبارتیں دی گئیں ہیں اور خط کشیدہ ہیں وہ یا تو امام محمد بن حسن شیبانی کی جامع صغیر کی عبارت ہے یا تو مختصر القدوری کی ۔ قال کے ذریعے شیخ مرغینانی اس کو ممتاز کرتے ہیں ۔ اکثر مقامات پر شارحین ہدایہ نے بین السطور نشاندھی کر دی ہے کہ قال سے قدوری کی عبارت مراد ہے یا جامع صغیر کی ۔

بعض مقامات پر قال رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں ۔ اس سے خود مصنف مراد ہوتے ہیں ۔ شارحین ہدایہ کا کہنا ہے کہ : صاحب بدایہ نے جس جگہ اپنی کوئی خاص رائے اور تحقیق بیان کی وہاں اصل عنوان تھا قال العبد الضعیف (بندۂ ناچیز کہتا ہے) لیکن مصنف کے انتقال کے بعد ان کے تلامذہ نے کتاب کا املا کرتے وقت ان تمام مواقع پر رضی اللہ عنہ لکھدیا ۔ سلف صالحین کی یہ عادت تھی کہ وہ تواضع اور کسر نفسی کے سبب اقول (میں کہتا ہوں) لکھنا اور کہنا پسند نہیں کرتے تھے ۔

٢ : مشائخنا ۔ یعنی ہمارے مشائخ، ہمارے بڑے ، ہمارے اساتذہ، جس مقام پر صاحب ہدایہ نے مشائخنا کہا ہے وہاں اس سے ان کی مراد بخارا ، سمرقند، اور ماوراء النہر کے مشائخ ہوتے ہیں ۔ بعض شارحین نے لکھا کہ وہ اس سے صرف علمائے احناف مراد لیتے ہیں ۔

٣ : فی دیارنا ۔ ہمارے علاقے میں، ہمارے شہروں میں ۔ اس سے سمر قند اور بخارا کے علاقے مراد ہوتے ہیں ۔

٤ : کتاب ۔ بعض شارحین کا کہنا ہے کہ لفظ کتاب سے مختصر

القدوری مراد لیتے ھیں اور جہاں الکتاب کہتے ھیں وھاں اس سے عام طور پر امام محمد کی جامع صغیر مراد ھوتی ہے۔ صاحب کشف الظنون کہتے ھیں کہ الکتاب سے بھی متن قدوری ھی مراد ھوتا ہے۔ بعض شارحین کا کہنا ہے کہ الکتاب سے بعض مقامات پر خود صاحب ھدایہ کا متن مراد ھوتا ہے۔ شارحین ھدایہ نے یہ بھی وضاحت کی کہ جس خط کشیدہ عبارت (متن) سے پہلے مرغینانی قال نہیں لکھتے وہ عبارت نہ مختصر القدوری کی ھوتی ہے اور نہ جامع صغیر کی ۔

۵ : الاصل ۔ کسی مسئلہ اور عبارت کے بیان میں جہاں الاصل لکھ کر حوالہ دیتے ھیں اس سے امام محمد بن حسن کی کتاب المبسوط مراد ھوتی ہے۔

٦ : قالوا ۔ (انھوں نے کہا) جس مسئلہ میں فقہاء متفق نہیں ھیں اور ان کے مابین اختلاف ہے وھاں لفظ قالوا لاتے ھیں ۔ اس سے اس بات کو ظاھر کرنا ھوتا ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

۷ : عند فلان ۔ (فلاں کے نزدیک) ۔ اس سے کسی فقیہ یا امام کا مسلک اور اس کی رائے بیان کرنا مقصود ھوتا ہے۔

۸ : عن فلان ۔ (فلاں سے) ۔ اس تعبیر سے کسی کی روایت اور قول کو نقل کرنا مقصود ھوتا ہے یعنی یہ بات فلاں عالم یا فقیہ سے پہنچی ہے۔ بعض شارحین کہتے ھیں کہ عن فلان کی اصطلاح ظاھر الروایۃ کے علاوہ کسی اور کے لئے استعمال ھوتی ہے اور عند کا لفظ فقہی مسلک پر دلالت کرتا ہے۔

۹ : بما تلونا ۔ صاحب ھدایہ جب کسی مسئلہ کے استدلال میں بیان کردہ آیت کی طرف اشارہ کرتے ھیں تو یہ عنوان اختیار کرتے ھیں بما تلونا ۔ اس دلیل کے پیش نظر جس کو ھم نے تلاوت کیا ۔

۱۰ : بما روینا ۔ اور اگر بیان کردہ حدیث کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے تو بما روینا کہتے ہیں ۔ یعنی اس بنا پر جو ہم نے روایت کیا ۔

۱۱ : بما ذکرنا ۔ صاحب ہدایہ جب کسی عقلی دلیل کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو اس کے لئے بما ذکرنا کا لفظ لاتے ہیں ۔ یعنی جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ۔

۱۲ : خبر ، اثر ۔ لفظ خبر سے حدیث مراد لیتے ہیں اور لفظ اثر سے بسا اوقات صحابی کا قول مراد ہوتا ہے اور بعض مرتبہ لفظ خبر اور لفظ اثر حدیث مرفوع کے لئے استعمال کرتے ہیں ۔

۱۳ : عندنا ۔ ہمارے نزدیک ۔ اس سے مراد فقہائے احناف ہوتے ہیں ۔

۱۴ : صاحب ہدایہ بعض مسائل کی وضاحت کے لئے سوال مقدر کا طریقہ اختیار کرتے ہیں ۔ مثلاً : فان قیل کذا ۔ قلنا کذا ۔ یعنی اگر ایسا کہا جائے تو ہم اس کے جواب میں یوں کہیں گے ۔ یا فان قال قائل ۔ فنقول یعنی اگر کوئی کہنے والا یہ کہے تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے ۔

۱۵ : جب صاحب ہدایہ ظاہر الروایہ کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے ان کی مراد امام محمد بن حسن کی مصنفہ چھ کتب ہوتی ہیں ۔

۱ ۔ المبسوط ، ۲ ۔ الجامع الصغیر، ۳ ۔ الجامع الکبیر، ۴ ۔ الزیادات،
۵ ۔ السیر الصغیر، ٦ ۔ السیر الکبیر ۔

۱٦ : ھذا الحدیث محمول علی المعنی الفلانی ۔ یعنی یہ حدیث فلاں معنی پر محمول ہے ۔ اس سے یہ ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ ائمہ حدیث نے اس مراد کو اختیار کیا ہے ، اور جس جگہ کسی نص یا حدیث کے کوئی معنی مصنف رحمہ اللہ نے مستنبط کئے ہیں وہاں کہتے ہیں نحملہ ۔ یعنی ہم اس کو اس معنی پر محمول کرتے ہیں ۔

۱۷ : شیخ مرغینانی نے پوری کتاب (ھدایہ) میں اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ جو فقہی مذھب ان کے نزدیک سب سے قوی تر ہے اس کی دلیل دوسرے تمام فقہی مذاھب کی ادلہ کے بعد آخر میں بیان کرتے ھیں ۔ اگرچہ نقل مذاھب ، اور بیان اقوال میں قوی مذھب یا راجح قول کو پہلے بیان کر دیں لیکن جو فقہی مذھب اور رائے ان کے نزدیک سب سے قوی ھوگی اس کی دلیل یا دلائل آخر ھی میں بیان کریں گے ۔ تاکہ اس طرف اشارہ ھو جائے کہ آخر میں ذکر کی جانے والی دلیل سابقہ تمام اقوال اور ان کے دلائل کا جواب ہے ، اور آخری قول اور رائے ھی مصنف کی نظر میں راجح اور قطعی ہے ۔

شروح و حواشی :

کسی کتاب کی اھمیت و افادیت کو جانچنے اور پرکھنے کا اس سے بہتر اور غیر جانبدارانہ پیمانہ اور کوئی نہیں ھو سکتا کہ یہ دیکھا جائے کہ مصنف کے ھم عصر اھل علم و فضل نے اس کی کتاب کو کس حد تک اھمیت دی ہے ۔ اسے کس قدر درخور اعتنا جانا ہے اور پھر بعد میں آنے والوں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے ۔ کسی مصنف یا اس کی کتاب کے ساتھ اھل علم و فضل کے سلوک اور اعتناء کا سب سے بڑا مظہر اس کے بارے میں لکھی جانے والی کتب اور تحریریں ھیں ۔

اھل علم جس کتاب کو جس درجے اور رتبے کا سمجھتے ھیں اسی حد تک اس پر کام کرتے ھیں ۔ اس کے حواشی ، شروح، تعلیقات اور اشاریوں وغیرہ کی طرف متوجہ ھوتے ھیں ۔ اور اسی سے کسی کتاب کے مقام و مرتبے کا تعین ھو جاتا ہے ۔

یہ پیمانہ اگر عادلانہ ہے اور یقیناً ہے تو پھر اس دعوے میں مبالغے کی کوئی آمیزش نہیں کہ فقہ کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں ھمیں کوئی کتاب ایسی نظر نہیں آتی جس پر علماء نے اتنا کام

کیا ہو جتنا ھدایہ پر کیا ہے۔

کشف الظنون گیارھویں صدی ھجری میں لکھی گئی اس کے مصنف نے ھدایہ کے شروح و حواشی کی تعداد ساٹھ سے زیادہ لکھی ہے۔ اس کے بعد کم و بیش ڈھائی سو برس میں ہدایہ پر جو کام ہوا ہے وہ بھی اس سے کم نہیں جو کشف الظنون کے وقت تک ہوا۔

صاحب کشف الظنون کے مطابق ھدایہ کی سب سے پہلی شرح ان کے خاص شاگرد شیخ حسام الدین بن علی صغناتی حنفی (م : ۷۱۰ھ) نے لکھی، اس شرح کا نام انھوں نے ,, نہایۃ،، رکھا ۔ ۷۰۰ ھجری میں اس شرح کی تکمیل ہوئی ۔

اس شرح کا خلاصہ شیخ جمال الدین محمود ابن احمد بن السراج القونوی (م: ۷۷۰ھ) نے کیا ۔ ,, خلاصہ النھایہ فی فوائد الھدایہ ،، اس کا نام رکھا ۔ یہ خلاصہ ایک جلد میں ہے۔

بعض اھل علم نے کہا کہ ھدایہ کی پہلی شرح شیخ حمید الدین علی بن محمد بن علی الضریر البخاری (م : ۶۶۷ھ) نے لکھی ۔ ,,الفوائد،، کے نام سے اسے موسوم کیا، یہ شرح دو جلدوں پر مشتمل ہے۔

معراج الدرایہ الی شرح الھدایہ ۔ شیخ قوام الدین محمد بن محمد البخاری الکاکی (م : ۷۴۹ھ) ۔ شیخ قوام الدین اس کی تالیف سے ۲۱ محرم الحرام ۷۴۵ ھجری کو فارغ ہوئے ۔ اس شرح کے بارے میں شارح علام نے کہا ہے کہ : اس وقت تک ھدایہ کی شرح و توضیح سے متعلق علماء جو کچھ لکھ چکے تھے ، یا درس و تقریر کے ذریعے جو کچھ مجھ تک پہنچا تھا وہ میں نے سب کا سب اپنی شرح میں جمع کر دیا ۔

جن مسائل میں ائمہ اربعہ کا اختلاف تھا وھاں سب کی آراء جمع کر دیں ۔ نیز اس میں یہ بھی وضاحت کر دی کہ کونسا قول صحیح ہے اور کونسا اصح ، قدیم فقہاء کے علاوہ جدید فقہاء کے

اقوال اور آراء کو بھی نظر انداز نہیں کیا اور جہاں مناسب سمجھا انہیں بھی شامل کر دیا ۔ (٢٣) ۔

نہایة الکفایہ فی درایة الهدایہ ۔ تاج الشریعہ عمر بن صدر الشریعہ الاول عبیداللہ المحبوبی الحنفی (م : ٦٧٢ ھ) ۔

الغایة (شرح ہدایہ) ابو العباس احمد بن ابراہیم السروجی (قاضی مصر) الحنفی (م: ٧١٠ھ) ۔ یہ شرح خاصی مفصل تھی ، کئی جلدیں لکھنے کے باوجود مکمل نہیں تھی ۔ شیخ ابو العباس احمد بن ابراہیم اس کی تکمیل سے پہلے فوت ہو گئے ۔ ان کے انتقال کے بعد قاضی سعد الدین الدیری (م : ٨٦٧ھ) نے تکمیل کی ۔ قاضی سعد الدین نے وہی اسلوب ، طریقہ اور مسلک اختیار کیا جو شیخ ابو العباس کا تھا ۔ تکمیل کے بعد یہ شرح چھ جلدوں پر مشتمل تھی ۔

تکملة الفوائد ۔ شیخ جلال الدین عمر بن محمد الخبازی (م: ٦٩١ھ) یہ اپنی شرح کو مکمل نہ کرسکے ۔ محمد بن احمد القونوی نے اس کی تکمیل کی ۔

غایة البیان و نادرة الاقران ۔ شیخ قوام الدین امیر کاتب بن امیر عمر الاتقانی الحنفی (م : ٧٥٨ھ) .

شیخ قوام الدین کہتے ہیں کہ : مصر میں مجھ سے بعض علماء ملے اور انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں ہدایہ کی شرح لکھوں ۔ میں نے کہا کہ ہدایہ کی نہایہ جیسی شرح موجود ہے ۔ اس کے بعد کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ مزید شروح لکھی جائیں، پھر یہ کہ ہدایہ ایک مشکل اور عظیم کتاب ہے ۔ میں اپنے کو اس کی شرح لکھنے کا اہل نہیں پاتا ۔ لیکن علمائے مصر کا کہنا تھا کہ نہایہ منقولات کا ایک مجموعہ ہے ، اس میں سلف کے اقوال و آراء کے علاوہ کچھ نہیں ۔ ہدایہ کی ایسی شرح لکھی جانی چاہیے جس میں ہدایہ جیسی مجتہدانہ شان ہو ، اور صرف منقولات کا

ذخیره نه هو۔ علمائے مصر کے اصرار اور همت افزائی کے سبب میں نے اللہ کا نام لے کر ربیع الآخر ۷۲۱ هجری میں شرح هدایه کی ابتدائی کی ، اور چھبیس برس سات ماہ کی مسلسل محنت کے بعد ۷۴۷ هجری میں اس سے فراغت حاصل کی ۔ یه شرح تین مجلدات پر مشتمل ہے۔ (۲۳) ۔

الکفایه شرح الهدایه ۔ سید جلال الدین کرلانی (م : ۷٦۷ھ)

بعض اهل علم کا کہنا ہے که امام حافظ الدین ابو البرکات عبدالله بن احمد النسفی (م : ۷۱۰ھ) نے بھی هدایه کی شرح لکھی ہے اور وہ ایک مکمل اور جامع شرح ہے لیکن اکثر اهل علم کا قول ہے که امام نسفی نے هدایه کی کوئی شرح نہیں لکھی (۲۵) ۔

العنایه ۔ شیخ اکمل الدین محمد بن محمود البابرتی الحنفی (م : ۷۸٦ھ) اس کا ایک مطبوعه نسخه کتب خانه آصفیه حیدر آباد دکن میں موجود ہے (۲٦) ۔ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ محمد بن ابراهیم الدروری المصری الحنفی (م : ۱۰٦٦ھ) نے اس پر حاشیه تحریر کیا ہے۔ العنایه کو علماء نے هدایه کی ایک نفیس شرح تسلیم کیا ہے۔

بنایه ۔ قاضی بدر الدین محمود بن احمد معروف بالعینی (م۸۵۵ھ) اسکا شمار هدایه کی معروف اور مقبول شروح میں هوتا ہے۔ اس کی پہلی جلد مطبوعه لکھنؤ کتب خانه آصفیه حیدر آباد دکن میں موجود ہے۔ (۲۷) ۔

فتح القدیر للعاجز الفقیر ۔ شیخ کمال الدین محمد عبدالواحد السیواسی الحنفی معروف بابن همام (م : ۸٦۱ھ) ۔

هدایه کی تمام شروح میں سب سے زیادہ معروف اور مقبول شرح ہے ۔ تمام علماء نے اس کی تعریف کی ہے۔ شمس الدین احمد بن قورد المعروف بقاضی زادہ مفتی (م : ۹۸۸ ھ) نے اس کا تکمله لکھا

ہے جو ,, نتائج الافکار فی کشف الرموز والاسرار،،کے نام سے موسوم ہے اور فتح القدیر کے ساتھ ھی شائع ھوا ہے۔ ملا علی قاری نے فتح القدیر پر حاشیہ لکھا ہے (۲۸)۔

شیخ ابراھیم بن محمد الحلبی (م : ۹۵٦ھ) نے فتح القدیر کی تلخیص کی ہے اور بعض مسائل میں ابن ھمام پر جرح و تنقید بھی کی ہے۔

مذکورہ بالا شروح کے علاوہ شروحات ھدایہ کی ایک طویل فہرست ہے جن کا احاطہ یہاں ممکن نہیں ہے۔ شروح ھدایہ کے ساتھ علماء نے ھدایہ کے حوالہ سے ایک اور نہایت اھم خدمت انجام دی ہے۔ اور وہ یہ کہ ھدایہ میں امام مرغینانی نے احکام و مسائل یا دلائل کے ضمن میں جو احادیث ذکر کی ھیں ان کی تخریج کی ہے اور اس موضوع پر ضخیم کتابیں لکھی ھیں۔

احادیث ھدایہ کی تخریج کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ صاحب ھدایہ نے اپنی کتاب میں اس امر کا اہتمام نہیں کیا تھا کہ احادیث کے حوالے دیں، حتی کہ بعض مقامات پر انہوں نے حدیث کا مکمل متن بھی درج نہیں کیا۔

ایسا کرنے سے صاحب ھدایہ کا ھرگز یہ منشا نہ تھا کہ وہ مسائل یا دلائل کے ضمن میں ھر قسم کی ضعیف و قوی احادیث جمع کر دیں، اور نہ ھی انہوں نے کسی خاص وجہ کی بنا پر ان کے مآخذ و مصادر کی نشان دھی سے گریز کیا۔ بلکہ صورت حال یہ ہے کہ ان کا موضوع فقہی مسائل اور اس کے ساتھ حنفی نقطہ نظر کی وضاحت تھا۔ اور جس مسئلہ میں فقہاء کی آراء مختلف تھیں وھاں امام ابوحنیفہ یا ان کے اصحاب کی رائے اور فتاوی کی وجوہ ترجیح بیان کرنا مقصود تھیں ، نہ وہ حدیث کی کتاب لکھ رھے تھے اور نہ اسماء الرجال ان کا موضوع تھا جس میں حدیث کی اقسام، ان کے مراتب ، سند اور

مراجع سے بحث کرتے ۔ لیکن ان کے بعض ناقدین نے ان کی کتاب کے اس پہلو کو بھی اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ۔

اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے فقہائے احناف نے اس طرف بھی توجہ مبذول کی اور هدایه میں جو احادیث مذکور تھیں ان کی تخریج کی ، ان کی سند اور مراجع کی وضاحت کی اور اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھیں ۔ عام شروح کی طرح تخریج احادیث هدایه پر بھی متعدد کتابیں لکھی گئیں ۔ حسب ذیل کتابوں نے پوری اسلامی دنیا میں اپنا مقام و مرتبہ منوایا ، ان کتابوں کی تالیف کے بعد کوئی دور ایسا نہیں گزرا که اهل علم ان کتابوں سے بے نیاز ہوئے ہوں ۔

شیخ محی الدین عبد القادر بن محمد القرشی المصری (م : ۷۷۵ هـ) نے ,, الغاية بمعرفة احادیث الهداية،، کے نام سے ایک جامع کتاب تالیف کی ۔

شیخ علاء الدین علی بن عثمان المعروف بابن الترکمانی المارديني (م : ۷۵۰ هـ) نے ,,الکفایة فی معرفة احادیث الهدایه ،، کے نام سے ایک کتاب لکھی ۔

احادیث هدایه کی تخریج پر جتنی کتابیں لکھی گئیں ان میں سب سے زیادہ شہرت اور مقبولیت شیخ جمال الدین عبدالله بن یوسف الزیلعی (م : ۷٦۲ هـ) کی تالیف ,, نصب الرایه لاحادیث الهدایه ،، کو نصیب ہوئی ۔ نویں صدی هجری کے مشهور محدث امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی (م : ۸۵۲هـ) نے ,, الدرایه فی منتخب احادیث الهدایه،، کے نام سے نصب الرایه کی تلخیص کی ۔

یه چند معروف اور متداول شروح کا اجمالی تذکرہ ہے ۔ جیسا که میں نے عرض کیا که صرف صاحب کشف الظنون نے ساٹھ سے زائد شروح هدایه کا ذکر کیا ہے ۔ اس ضمن میں تفصیلات کے لئے مندرجه ذیل کتب سے رجوع کیا جا سکتا ہے ۔

۱ ۔ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ۔ مصطفی بن عبداللہ الشہیر بحاجی خلیفه (م : ۱۰۴۸ھ)
۲ ۔ الجواہر المضیة ۔ شیخ عبدالقادر بن ابی الوفاء احمد بن محمد بن نصر اللہ القرشی المصری (م : ۷۷۵ھ)
۳ ۔ حدائق الحنفیه ۔ مولوی فقیر محمد جہلمی (و : ۱۲٦۰ھ)
۴ ۔ الفوائد البہیه فی تراجم الحنفیه ۔ مولانا عبدالحئی لکھنوی (م : ۱۳۰۴ھ)
۵ ۔ مقدمه نصب الرایه لاحادیث الهدایة ۔مولانا محمد یوسف بنوری (م : ۱۹۷۷ء)
٦ ۔ مقدمة الهدایه ۔ مولانا عبدالحئی لکھنوی
۷ ۔ معجم المصنفین ۔ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۔

جس طرح ہر دور کے علماء اور فقہاء نے ہدایہ کی شروح لکھیں اسی طرح حواشی بھی لکھے ۔ شروح اور حواشی کی فہرست پر نظر ڈالنے سے دو باتیں سامنے آتی ہیں ۔

اول یہ کہ شروح زیادہ تر اس علاقہ کے علماء نے لکھیں جس سے خود صاحب ہدایہ کا تعلق تھا یا اس کے علاوہ چند عراقی اور مصری علماء نے بھی ہدایہ کی قابل قدر شروح تالیف کیں ۔

دوسری یہ بات کہ ماوراء النہر (صاحب ہدایہ کا علاقہ) ، عراق، اور مصر کے علماء نے شروح ہدایہ کی تصنیف و تالیف پر زیادہ توجہ کی اور برصغیر پاک و ہند کے علماء کی زیادہ توجہ حواشی پر رہی ۔ اور اس خطے کے علماء نے ہدایہ پر بعض مفید اور مفصل حواشی تحریر کئے ۔ ان میں مولانا عبدالحئی لکھنوی کا حاشیہ اساتذہ اور طلبہ میں یکساں مقبول ہے ۔

تراجم ہدایہ :

ہدایہ کے تین مختلف زبانوں میں ترجمے ہمارے علم میں ہیں ۔

انگریزی ترجمہ ۔ برصغیر ھند میں برطانیہ کے مکمل اقتدار کے بعد انگریزوں نے سیاسی مصلحتوں کی بنا پر اسلامی اور مشرقی علوم کی طرف توجہ کی ۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ھدایہ کا انگریزی ترجمہ بھی تھا ۔

بنگال کے گورنر جنرل وارن ھیسٹنگز کے حکم سے چارلس ھملٹن نے ھدایہ کا انگریزی میں ترجمہ کیا ۔ لیکن یہ ھدایہ کا مکمل ترجمہ نہیں ہے اگرچہ پہلا ایڈیشن چار حصوں میں شائع کیا گیا ۔ (ھدایہ کی بھی چار جلدیں ھیں) لیکن اس کے باوجود یہ مکمل چار جلدوں کا ترجمہ نہیں تھا ۔ پہلی جلد کتاب الطہارات، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ اور کتاب الحج پر مشتمل ہے لیکن انگریزی ترجمہ میں پہلی جلد سے صرف کتاب الزکوٰۃ کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ دوسری جلد میں سے جنایات کے اکثر حصہ کو چھوڑ دیا ہے ۔

اس کا دوسرا ایڈیشن اسٹنڈش گروو گارڈی کے پیش لفظ اور تفصیلی اشاریہ کے ساتھ ۱۸۷۰ء میں شائع کیا گیا ۔ ترجمہ میں کوئی ترمیم و اضافہ نہیں کیا گیا البتہ چار حصوں کے بجائے صرف ایک جلد میں شائع کیا گیا ۔ بہت باریک ٹائپ میں ہے اور ۷۹۳ صفحات پر مشتمل ہے ۔ یہی ایڈیشن بعینہ ۱۹۵۷ء میں لاھور سے شائع ھوا جو کہ اس ترجمہ کا تیسرا ایڈیشن ہے ۔

فارسی ترجمہ ۔ ھدایہ کی چاروں جلدوں کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا گیا یہ ترجمہ اصل متن کی طرح چار جلدوں میں طبع ھوا ہے ۔ ناچیز راقم نے اس ترجمہ کو نہ صرف دیکھا بلکہ پڑھا ہے اور جب ابتدائی دو جلدوں کے اردو ترجمہ کی توفیق ھوئی تو والد مرحوم(۲۹) نے مجھے یہ فارسی ترجمہ عنایت کیا اور تاکید کی کہ میں اسے ضرور پیش نظر رکھوں یہ بہترین ترجمہ ہے ۔ چنانچہ میں نے اردو

ترجمه کرتے وقت اس ترجمه کو سامنے رکھا، اگرچه مجھے فارسی سے واقفیت بہت کم ہے لیکن میں نے دیکھا که یه فارسی ترجمه اتنا سہل اور رواں ہے که مجھ جیسا معمولی فارسی جاننے والا بھی اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔

مطبوعه نسخه پر کسی جگه مترجم کا نام نہیں ہے لیکن ھدایه اور صاحب ھدایه کے بارے میں محترم قاری محمد عادل خان کا ایک فاضلانه مقاله مجله المعارف لاھور شمارہ نومبر ۱۹۷۵ء میں شائع ہوا اس میں موصوف نے مترجم کا نام غلام یحیٰی لکھا ہے۔ تفصیل انھوں نے بھی نہیں لکھی ۔ نیز لکھا ہے که : یه نسخه کتب خانه آصفیه حیدر آباد دکن میں موجود ہے " (۳۰) ۔ الحمد لله ھمارے ذاتی کتب خانے میں بھی اس کا نسخه موجود ہے۔

شاہ ولی الله الدھلوی کے بھائی شاہ اھل الله نے فارسی زبان میں ھدایه کی تلخیص کی ہے، اس کا قلمی نسخه کتب خانه آصفیه حیدر آباد دکن میں محفوظ ہے (۳۱) ۔

اردو تراجم ۔ ھدایه کا سب سے پہلا اردو ترجمه مولوی سید امیر علی ملیح آبادی نے گورنر جنرل بنگال وارن ھیسٹنگز کے حکم سے کیا تھا ۔ یه ترجمه چار جلدوں میں ہے۔ مکمل ترجمه ہے اور مستند ہے۔ ترجمه کے علاوہ مختصر تشریحات بھی فوائد کے نام سے شامل ھیں ۔

قدیم ایڈیشن کو لاھور کے ایک پبلشر نے دوبارہ طبع کیا، لیکن اس پر قطعاً کوئی محنت نہیں کی فوٹو لیکر جوں کا توں شائع کر دیا بلکه سائز چھوٹا کر دیا جس سے پڑھنے میں خاصی تکلیف ھوتی ہے۔

مولوی امیر علی مرحوم کا اردو ترجمه مکمل بھی ہے اور مستند بھی لیکن اس کی اردو بہت قدیم اور مشکل ہے جسے موجودہ دور میں سمجھنا خاصا دشوار ہے۔ دوسرے یه که انھوں نے ترجمه کرتے

وقت هدایه کی خط کشیده عبارتوں اور غیر خط کشیده عبارتوں میں امتیاز نهیں کیا ـ جس کے باعث ترجمه دیکھنے والے کو یه معلوم نهیں هوتا که قدوری اور جامع صغیر کی عبارتؒ کا ترجمه کونسا ہے اور هدایه کا ترجمه کہاں سے شروع هوتا ہے۔ ان امور کے پیش نظر بعض اهل علم نے هدایه کی مقبولیت اور ضرورت کو مدنظر رکھتے هوئے اس بات کی طرف توجه دلائی که هدایه کا اردو زبان میں ایسا ترجمه کیا جائے جسے وه لوگ بھی سمجھ لیں جو عربی سے بالکل واقف نهیں هیں ـ

قرعه فال ناچیز راقم اور مولانا محمد مالک کاندهلوی (ناچیز کے برادر بزرگ) کے نام نکلا ـ

ابتدائی دو جلدوں کا ترجمه ناچیز نے اور آخری دو جلدوں کا مولانا محمد مالک صاحب نے کیا ہے۔

اس ترجمه میں ایک اهتمام تو یه کیا ہے که هدایه کی خط کشیده عبارت کے ترجمه کو بھی خط کشیده کیا گیا ہے۔ هدایه کی عبارت سے زائد کوئی لفظ یا فقره ہے تو اس کو قوسین میں کر دیا گیا ہے۔ تشریحات کے لئے حواشی دئیے گئے هیں ـ

ایک اهم اور مفید اضافه مولانا سید محمد داؤد غزنوی مرحوم کے مشوره سے کیا ہے۔ وه یه که صاحب هدایه نے احکام و مسائل اور دلائل کے ضمن میں جو احادیث درج کی هیں، حاشیه میں ان کی تخریج کر دی گئی ہے یعنی حدیث کا حواله دیدیا ہے که یه فلاں مجموعۂ حدیث میں فلاں باب کے تحت مذکور ہے۔

صاحب هدایه بعض مقامات پر حدیث کا حواله تو دیدیتے هیں مگر اس کا پورا متن درج نهیں کرتے۔ ایسے مقامات پر هم نے حاشیه میں حدیث کا متن نقل کر دیا ہے۔

ترجمہ اکثر مقامات سے والد مرحوم نے ملاحظہ فرمایا اور تحریری طور پر اس کی توثیق کی ہے۔ میں یہ عرض کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ دوران ترجمہ مجھے جب مشکل پیش آتی کہ ھدایہ کی عبارت کو ازدو میں کیسے پیش کروں تو میں والد مرحوم سے رجوع کرتا ، انھیں ھدایہ کی وہ عبارت پڑھ کر سناتا جو میرے لئے دشواری کا باعث ھوتی۔ وہ ایک مختصر وضاحتی تقریر کرتے اور اس کے بعد میں اس عبارت کا ترجمہ کرتا۔

قاری محمد عادل خاں نے اپنے فاضلانہ مقالہ میں ناچیز راقم اور برادر محترم کے اردو ترجمہ پر حسب ذیل الفاظ میں تبصرہ کیا ہے :

,, ایک اردو ترجمہ حافظ محمد مالک اور حافظ محمد میاں صدیقی نے کیا ہے۔ یہ ترجمہ بہت عمدہ ہے، اس میں نہ کہیں کمی بیشی ہے اور نہ وہ سقم ہے جو ایک زبان کی کتاب کو دوسری زبان میں منتقل کرنے سے عموماً پیدا ھو جاتا ہے۔ البتہ بعض مقامات پر اردو عبارت گنجلک سی معلوم ھوتی ہے۔ اور جب تک اصل عبارت کی طرف رجوع نہ کیا جائے مسئلہ کی عقدہ کشائی نہیں ھوتی ،،(۳۲) ۔

فاضل مقالہ نگار نے بعض عبارات کے گنجلک سے ھونے کا ذکر کیا ہے۔ اس بارے میں عرض ہے کہ اس کی طباعت کے بعد ایک ایسے عالم دین کا خط آیا تھا جو طویل عرصہ تک ھدایہ کا درس دیتے رہے۔ انھوں نے ابواب الزکوۃ میں ایک عبارت کی نشان دھی کی تھی اور اسی رائے کا اظہار کیا تھا کہ ترجمہ اگرچہ درست ہے مگر اتنا مجمل ہے کہ اس کا اجمال ابہام کی حد تک پہنچ گیا، اس میں قوسین کا اضافہ کر دیا جائے تو مفہوم سمجھنا آسان ھوگا ،،(۳۳) ۔

یہ ترجمہ ملک سراج الدین اینڈ سنز لاھور نے ۱۹٦۸ء ۔ ۱۹٦۹ء میں شائع کیا ۔ اس وقت نایاب ہے۔ ترجمہ پر نظرثانی کا عمل جاری

ہے۔ ذیلی عنوانات، تفصیلی فہارس اور اشاریوں کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اور انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن پہلے ایڈیشن سے بہتر ہوگا ۔ جن مقامات پر ترجمہ قدرے مغلق یا مجمل تھا وہاں قوسین یا تشریحی نوٹ کے ذریعے اسے واضح کر دیا ہے۔

ہدایہ کے منتخب ابواب کا اردو ترجمہ پروفیسر غازی احمد صاحب نے بھی کیا ہے۔ بہت اچھا اور عام فہم ترجمہ ہے۔ لیکن اس میں بھی مولوی امیر علی کے ترجمہ کی طرح ہدایہ کی خط کشیدہ عبارتوں کے ترجمہ کو نمایاں نہیں کیا گیا ، اور نہ ہی تخریج احادیث کی گئی ۔

یہ ترجمہ مختلف امتحانات اور نصابوں کو ملحوظ رکھ کر کیا ہے کیوں کہ ہدایہ دینی مدارس کے علاوہ کہیں بھی مکمل نہیں پڑھائی جاتی ۔ مختلف یونیورسٹیوں اور مشرقی علوم کے امتحانات میں اس کے مخصوص ابواب شامل نصاب ہیں ۔ پروفیسر غازی احمد صاحب نے ان کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ اگر یہ ترجمہ مکمل کتاب کا ہوتا تو یقیناً بہت مفید ہوتا ۔ مکتبہ علمیہ لاہور نے مختلف حصوں میں شائع کیا ہے۔

حوالہ جات و حواشی

۱ ـ حاجی خلیفہ ، مصطفی بن عبداللہ ، کشف الظنون، ج ۲ ، کالم : ۲۰۳۲، طبع استنبول ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء

۲ ـ فقیر محمد جہلمی، مولوی، حدائق الحنفیہ ، ص ۲۶۹، طبع نول کشور لکھنئو (بھارت) ۱۹۰۶ء .

۳ ـ زیلعی، شیخ جمال الدین عبداللہ بن یوسف، نصب الرایہ لاحادیث الهدایہ، (مقدمہ از مولانا یوسف بنوری)، ج ۱ ، ص ۱۳، طبع مجلس علمی ڈابھیل سورت (بھارت) ، ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۲۳ء .

۴ ـ عبدالحئی لکھنوی ، الفوائد البہیہ ، ص ۱۳۱، طبع مصر ، ۱۳۲۳ھ .

۵ ـ ایضاً
٦ ـ حاجی خلیفه ، کشف الظنون ، ج ۲ ، ک ۲۰۳۲ .
۷ ـ عبدالقادر قرشی مصری، الجواهر المضیه فی طبقات الحنفیه، ج ۱ ، ص ۳۸۳، طبع حیدرآباد دکن (بھارت) ، ۱۳۳۲ھ .
۸ ـ محمد مظہر بقا، ڈاکٹر ، اصول فقه اور شاہ ولی اللہ ، ص ۳۲٦، طبع ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد ، ۱۹۷۳ء .
۹ ـ ایضاً ـ ص ۳۲۷، شمس الدین احمد سلیمان رومی معروف بابن کمال پاشا . م ۹۳۰ ھـ)
۱۰ ـ فقیر محمد جہلمی، حدائق الحنفیه ، ص ۲۳۲
۱۱ ـ عبدالحئی لکھنوی ، الفوائد البہیه ، ص ۱۳۱
۱۲ ـ زرکلی، خیر الدین ، الاعلام ، ج ۳، ص ۲٦٦، طبع بیروت ، ۱۹۸۰ء
۱۳ ـ حاجی خلیفه، کشف الظنون ، ج ۲ ، ک ۱۸۵۲
۱۴ ـ ایضاً ، ج ۲ ، ک : ۱۲۵۰، ۱۲۵۱
۱۵ ـ ایضاً ، ج ۲ ، ک : ۳۵۳
۱٦ ـ ایضاً ، ج ۲ ، ک ۵٦۷
۱۷ ـ مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمه اللہ ، م : ۱۹۷۴ء .
۱۸ ـ زیلعی، نصب الرایه ، ج ۱ ، ص ۱۴
۱۹ ـ محمد میاں صدیقی، سراج الهدایه ، ج ۱ ، ص ٦ ، طبع ملک سراج الدین اینڈ سنز ، لاہور، ۱۹٦۷ء

۲۰ ـ حاجی خلیفه، کشف الظنون ، ج ۴ ، ک ۲۰۳۲
۲۱ ـ عبد القادر قرشی ، الجواهر المضیه ، ج ۱ ، ص ۳۸۴
۲۲ ـ حاجی خلیفه، کشف الظنون ، ج ۲، ک ۲۰۳۲
۲۳ ـ ایضاً ج ۲ ، ک ۲۰۳۳
۲۴ ـ ایضاً ج ۲ ، ک ۲۰۳۴
۲۵ ـ ایضاً .
۲٦ ـ محمد عادل خاں ، قاری، شیخ برهان الدین مرغینانی (مقاله) مجله ,,المعارف،، لاہور ، نومبر ۱۹۷۵ء
۲۷ ـ کتب خانه آصفیه ، حیدر آباد دکن کا موجوده نام ,,اسٹیٹ لائبریری،، ہے
۲۸ ـ زیلعی، نصب الرایه (مقدمه) ج ۱ ، ص ۱۵
۲۹ ـ مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمه اللہ
۳۰ ـ محمد عادل خاں ، قاری ، شیخ برهان الدین مرغینانی ، (مقاله) المعارف لاہور .
۳۱ ـ ایضاً
۳۲ ـ ایضاً .
۳۳ ـ یه خط مولانا محمد طفیل جالندھری کا تھا جو فضلائے دار العلوم دیوبند میں سے ہیں، اوکاڑہ میں مقیم ہیں ، درس و تدریس اور خدمت دین میں مصروف ہیں ـ